OPEN ACCESS
Al-Azvā الاضواء
ISSN 1995-7904 ;E 2415-0444
Volume 40, Issue, 63, 2025
www.aladwajournal.com

تنگی نہیں آسانی: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں عذر شرعی کا تحقیقی جائزہ

Ease and not Hardship: A Review of Shariah Relxation (Excuse) in the Context of Islamic Teachings

Abdul Ghaffar
Post Doc. Fellowship, Institute of Islamic Research, International Islamic University, Islamabd, Pakistan / Lecturer, Department of Fiqh and Sharih, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

KEYWORDS

Shariah Relxation, Prayer, Fasting, In debt, *Umoom Balwa*

Date of Publication: 30-06-2025

Abstract

This paper provides an understanding of the concept of Shariah Relxation according to Islamic teachings. A Shariah Relaxation (excuse) refers to a situation or condition under which a person is granted exemption from certain religious duties or responsibilities, such as relaxation granted due to illness, travel, or other unavoidable circumstances. The research explains various types of Shariah Relaxation (excuse), such as those related to prayers, fasting, other acts of worship and financial dealings, which can be excused under specific conditions. Additionally, the paper discusses how the principles of Shariah Relxation are interpreted across different Islamic jurisprudential schools (fiqh), clarifying how these rules are applied based on individual circumstances. The goal of this study is to help Muslims understand the relief granted by Shariah and how these relaxations can aid them in their lives. It highlights that legal excuses play an essential role in ensuring balance in both individual lives and society, allowing religious duties to be fulfilled according to one's specific situation.

موضوع کا تعارف

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستور حیات فراہم کرتا ہے۔ اللہ پاک سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بطور آخری اولوالعزم رسول مبعوث فرمایا اور انسانیت کی بھلائی و بہتری کے لیے ان کی اصلاح کا ایک لازوال سلسلہ قرآن کریم نازل کرکے عطا فرمایا۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ﷺ میں خاص طور پر مسلمانوں کی اور عمومی طور پر تمام انسانیت کی ہر مشکل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ پیدائش سے موت تک زندگی گزارنے کا طریقہ انتہائی سہل انداز میں سکھایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانوں کے لیے نہ صرف آسانی کا سامان فراہم کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے اس آسانی کو اپنے مبارک قول اور پاک عمل سے مکمل کرکے بھی دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کی تمام زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح وتربیت کے لیے آیات کریمہ نازل فرمائیں، وہیں عذر شرعی پیش آنے کی صورت میں احکامات بھی نازل فرمائے۔ کسی بھی صورت میں اگر کسی مسلمان کو کوئی مجبوری یا پریشانی پیش آجائے تو اسی حساب سے اس کام میں شرعی طور پر چھوٹ یا رعایت بھی دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کئی مقامات پر اس کی صراحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے تیسیر، آسانی سہولت کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنے بندوں سے مشکلات اور تنگیوں کا خاتمہ کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یُرِیدُ بِکُمُ العسر" [1]

"اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔"

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر تنگی کی بجائے تخفیف کا ارادہ ظاہر فرمایا اور ساتھ میں انسان کی خامی اس کا کمزور ہونا بھی بیان فرمایا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"يُرِيدُ ٱللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْۚ وَخُلِقَ ٱلۡإِنسَٰنُ ضَعِيفًا۔" [2]

"اللہ تمہارے ساتھ تخفیف کرنا چاہتا ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا"۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی اس آیت مبارکہ کی تفسیر سے متعلق لکھتے ہیں کہ

"اللہ تعالی تمہارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے اسی لیے اس نے آسان نرم لیکن برحق شریعت تمہارے لیے مقرر کی ہے اور گزشتہ قوموں کے لیے جو چیزیں حرام تھیں ان میں سے کچھ تمہارے لیے حلال کر دی ہیں اور انسان پیدائشی طور پر کمزور ہے نہ خواہشات سے رک سکتا ہے، نہ طاعات کی تکلیف اٹھا سکتا ہے اور جتنا قرب قیامت ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کا ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے اس امت پر زیادہ بار نہیں ڈالا، اس لیے اللہ نے اس سے تخفیف و آسانی کا ارادہ کیا ہے۔"[3]

اسی طرح احادیث مبارکہ میں باربار بتلایا گیا ہے کہ دین آسان ہے اور دین کے معاملے میں سخت رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ۔"[4]

بے شک دین آسان ہے اور جو کوئی شخص دین میں سختی کرے گا، وہ اس پر غالب آجائے گا۔

اسلام کا قانون رحمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی آسانی کو ظاہر کرتا ہے، جب کوئی شخص کسی کو مجبور کرکے کوئی کام کروائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رفع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه"[5]

"میری امت سے خطا، بھول چوک اور مجبوری میں کروائے گئے کام معاف کر دیئے گئے ہیں۔"

اسی طرح احادیث مبارکہ میں دین کے معاملے میں سخت رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "هلك المتنطعون۔"[6]

"ہلاک ہوئے ایسے لوگ جو دین میں غیر ضروری سختی پیدا کرتے ہیں۔"

آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی مشکلات اور تنگی سے خوب واقف ہیں، اس لئے اللہ پاک نے اپنے بندوں کی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے لئے احکام کی بجاآوری میں مختلف اختیارات دیئے تاکہ وہ حکم پر عمل پیرا بھی ہوں اور ان کو مشقت اور تنگی کا سامنا بھی نہ ہو۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں انسانوں کے لیے جو آسانیاں اور سہولتیں پیدا فرمائی ہیں، ان میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے:

نماز کے مقررہ اوقات میں ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں حکم

مسلمانوں پر دن اور رات کے چوبیس گھنٹے کے اوقات میں شریعت مطہرہ نے پانچ نمازیں فرض قرار دی ہیں، جن کا ادا کرنا ہر صورت میں ضروری ہے اور جن کا وقت بھی مقرر قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے

" إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا "[7]

"بے شک مومنوں پر نماز مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت بتادی کہ ہر نماز کے لیے ایک مقررہ وقت ہے۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مقررہ وقت میں ہر نماز ادا کی جائے۔ بھول جانے یا نماز کے وقت نیند آجانے یا کسی اور شرعی عذر کی وجہ سے اگر نماز قضا ہو جائے تو یاد آجانے کی صورت میں یا بیدار ہو کر فوراً نماز قضا پڑھ لینی چاہیے، جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: " مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ "[8]

"حضرت انس بن مالک سے روایت کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز بھول گیا یا سو گیا، اس کی تلافی یہ ہے کہ اسے جب یاد آئے تو نماز ادا کرے۔"

یہ حدیث مبارکہ ظاہر کرتی ہے کہ مقررہ وقت پر نماز ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کی تلافی اس صورت میں ہو گی کہ اسے قضا کر کے پڑھا جائے۔ نماز چھوڑنے کی بالکل اجازت نہیں دی گئی۔

نماز کے لیے طہارت یعنی وضو اور جنابت کی صورت میں غسل لازمی قرار دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز سے پہلے پاک ہونے کے لیے وضو کا طریقہ بتایا، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ "[9]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھو لو۔ اور اپنے سروں کا مسح کر لو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو"

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز سے پہلے پاک ہونے یعنی وضو اور غسل کا طریقہ بتایا ہے۔ مگر اسی آیت کے اگلے حصے میں یہ رہنمائی بھی کر دی کہ اگر کوئی بھی مسلمان سفر میں ہو یا ناپاکی کی حالت میں ہو یا بیمار ہو تو پانی نہ ملنے کی صورت میں کیا کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہاں عذر شرعی کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ مسلمانوں کو پریشانی نہ ہو۔

پانی میسر نہ ہونے کی صورت میں جسمانی پاکی حاصل کرنے کا شرعی طریقہ

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مجبوری میں جسمانی طور پر پاک ہونے کا یہ طریقہ بتایا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے

"وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۚ"[10]

"اور اگر تم بیمار ہو، یا سفر پر، یا تم میں کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ملو۔"

یہاں جنابت سے مراد وہ حالت ناپاکی ہے جو احتلام یا ہم بستری کرنے کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ اور اسی حکم میں حیض اور نفاس بھی داخل ہے۔ جب حیض یا نفاس کا بھی خون آنا بند ہو جائے تو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے طہارت یعنی غسل ضروری ہے۔ اسی لیے جب پانی نہ ہو تو قرآن کریم میں تیمم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں آیت

کی شان نزول کی بابت آیا ہے کہ ایک سفر میں بیداء کے مقام پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہار گم ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں رکنا پڑا۔ صبح کی نماز کے لیے لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں تیمم کی اجازت دی گئی - حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ آیت سن کر کہا" اے آل ابی بکر تمہاری وجہ سے اللہ کریم نے لوگوں کے لیے برکتیں نازل فرمائی ہیں اور یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔" [11]

پانی کا نہ ہونا ایک شرعی عذر ہے۔ جس کا حل اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تیمم کی صورت میں دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء میں مسلمانوں کو مجبوری کی حالت میں تیمم کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا" [12]

" اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ اور اسے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مل لو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے۔"

امام بخاریؒ نے اپنی جامع الصحیح میں کتاب التیمم کے نام سے ایک باب باندھا ہے جس میں ان احادیث نبوی ﷺ کو بیان کیا گیا ہے جن میں تیمم کا ذکر ہے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے

"عن عائشة، أنها استعارت من أسماء قلادة فهلكت، فبعث رسول الله ﷺ رجلا فوجدها، فأدركتهم الصلاة وليس معهم ماء، فصلوا، فشكوا ذلك إلى رسول الله ﷺ، فأنزل الله آية التيمم" [13]

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنی بہن) اسماء سے ایک ہار عاریتاً لیا۔ وہ گر گیا تو نبی کریم ﷺ نے ایک شخص اسید بن حضیر کو ہار ڈھونڈنے کے لیے بھیجا۔ ان کو وہ ہار مل گیا تو نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی۔ پھر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔

مسافر کے لیے نماز کا حکم

عام حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں ایک دن میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے، یعنی جس نماز کی جتنی فرض رکعتیں ہیں نہ کوئی ان میں سے کم کر کے پڑھ سکتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے زیادہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی سفر والی تنگی اور مشقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لیے آسانی پیدا کر دی کہ جب کوئی مسافر مسلمان سفر پر ہو تو فرض نماز پوری پڑھنے کی بجائے نماز قصر ادا کرے، یعنی اگر چار فرض ہیں تو صرف دو فرض ادا کرے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

" وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي ٱلْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ ٱلصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ ۚ إِنَّ ٱلْكَٰفِرِينَ كَانُواْ لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا"[14]

"اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کر لو اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر حملہ کر کے تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔"

جامع الصحیح میں امام بخاریؒ نے ایسی احادیث نبوی ﷺ بھی بیان فرمائی ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قصر نماز ادا فرماتے تھے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أقام النبيﷺ تسعة عشر يقصر، فنحن إذا سافرنا تسعة عشر قصرنا، وإن زدنا أتممنا۔"[15]

" نبی کریم ﷺ (فتح مکہ) میں 19 دن تک ٹھہرے قصر کرتے رہے۔ تو ہم سفر میں 19 دن تک ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے رہتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو پوری نماز ادا کرتے ہیں۔"

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

"خرجنا مع النبي ﷺ من المدينة إلى مكة فكان يصلي ركعتين ركعتين حتى رجعنا إلى المدينة، قلت: أقمتم بمكة شيئا؟ قال: أقمنا بها عشرا "[16]

"ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں مدینہ سے مکہ کو چلے تو نبی کریم ﷺ دو دو رکعت پڑھتے رہے یعنی قصر کرتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ کو لوٹ آئے یحییٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم مکہ میں کتنے دن ٹھہرے؟ انہوں نے کہا دس دن۔"

ان احادیث نبوی ﷺ سے اس بات کی تصدیق ہوئی کہ 20 دن سے کم اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے علاقے میں سفر کر کے رہے تو قصر نماز ادا کرے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسی طریقہ پر ہی نمازیں ادا فرمائیں۔

"أنس بن مالك يقول: صليتُ مع رسول الله ﷺ الظهرَ بالمدينة أربعاً، والعصرَ بذي الحُلَيفة رَكعتين" [17]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں جا کر عصر کی دو رکعت پڑھیں۔

مریض کے لیے نماز کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو نماز کے دوران اپنے ہتھیار پاس رکھ کر نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی طرح مریض ہونے کی صورت میں یا بارش میں تنگی کی وجہ سے ان ہتھیاروں کو ایک طرف رکھ کر نماز ادا

کرنے کا حکم دیا۔ لہذا عذر شرعی کی بناء پر یہاں مریض کے لیے اور بارش کی وجہ سے نماز میں نرمی کر دی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے

" إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓاْ أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُواْ حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا"[18]

"اور اگر تمھیں بارش سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار ایک طرف رکھ دو اور اپنا بچاؤ ساتھ لو۔ بے شک اللہ نے کافروں کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو مجبوری اور بیماری کی وجہ سے نماز کے وقت جہاد کی صورت میں اپنے ہتھیار الگ رکھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔ ایک اور حدیث میں بھی اسی طرح بارش میں نماز جمعہ ادا نہ کرنے کی بات کی گئی ہے اگر برسات ہو رہی ہو تو جمعہ میں حاضری واجب نہیں، جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

" عن عبد الله بن عباس ، أنه قال لمؤذنه في يوم مطير :إذا قلت : أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله ، فلا تقل : حي على الصلاة ، قل :صلوا في بيوتكم ، قال : فكأن الناس استنكروا ذاك ، فقال : أتعجبون من ذا ،قد فعل ذا من هو خير مني ، إن الجمعة عزمة ، وإني كرهت أن أحرجكم فتمشوا في الطين و الدحض."[19]

" حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے ایک بارش والے دن اپنے مؤذن سے فرمایا: جب تم اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اشہد ان محمد الرسول اللہ کہہ چکو تو حی علی الصلوۃ نہ کہنا ،بلکہ (صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ) اپنے گھروں میں نماز پڑھو کہنا: لوگوں نے گویا اس کو ایک غیر معروف کام سمجھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ یہ کام انھوں نے کیا جو مجھ سے بہت زیادہ بہتر تھے۔ جمعہ پڑھنا لازم ہے اور مجھے برا معلوم ہوا کہ میں تمھیں تنگی میں مبتلا کروں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔

کیونکہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہوتا ہے اور لوگوں کے پھسلنے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس عذر شرعی کی بنیاد پر لوگوں کو گھروں میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی سہولت دی۔

دوران جہاد نماز کا حکم

مسلمانوں پر دن اور رات میں پانچ نمازیں مقررہ وقت کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، البتہ عذر شرعی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی میں مسلمانوں کی سہولت کے لیے آسان اور محفوظ طریقہ بتلایا۔ دوران جنگ سب مسلمان اگر اکٹھے نماز ادا کرتے تو دشمن کے حملہ آور ہونے اور اس کے حاوی ہونے کا خدشہ رہتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے دوران جہاد صلوۃ الخوف ادا کرنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے

" وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ ٱلصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓاْ أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَٰحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓا۟ أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا۟ حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَـٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا" [20]

" اور اے نبی ﷺ جب آپ ﷺ مومنوں کے درمیان ہوں۔ پھر انہیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو ان میں سے ایک گروہ اپنے ہتھیار لگائے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں کھڑا ہو۔ پھر جب وہ سجدہ کرے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ ساتھ لے اور اپنے ہتھیار لگائے رکھے۔ کافر چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی دھاوا بول دیں۔"

یہاں اس آیت کریمہ میں دراصل مسلمانوں کو صلاۃ الخوف کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ نماز اس وقت شروع ہوتی ہے جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فوجیں ایک دوسرے کے مدمقابل ہوں اور ایک لمحے کی بھی غفلت مسلمانوں کے لیے سخت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ ایسے حالات میں صلاۃ الخوف پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ دشمن کے سامنے کھڑا رہے تاکہ اسے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو اور ایک حصہ فوج کا نبی کریم ﷺ کے پیچھے آکر نماز ادا کرے۔ اب یہ فوجی واپس چلے جائیں گے اور دوسرا حصہ فوج کا آکر نماز ادا کرے گا۔ [21]

نماز اتنا اہم ترین فریضہ ہے کہ جہاد جیسے عظیم الشان عمل کے وقت بھی مجاہدین کو عبادت الہی سے غافل نہیں رکھا گیا اور ایسے وقت میں نماز کی اہمیت وفضیلت کو بیان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی موقع پر مسلمانوں کو تنگی یا پریشانی میں نہیں چھوڑا، بلکہ جہاں پانچ وقت نماز ادا کرنے کا حکم دیا وہیں ساتھ مسافر، مریض اور حالت جنگ میں نماز ادا کرنے میں نرمی کا طریقہ اختیار کرنے کا حکم فرما دیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشکل نہ ہو، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

"عن أنس بن مالك، يقول: سقط النبي ﷺ عن فرس فجحش شقه الأيمن، فدخلنا عليه نعوده، فحضرت الصلاة، فصلى بنا قاعدا، فصلينا وراءه قعودا [22]

" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھوڑے پر سے گر گئے اور آپؐ کا داہنی طرف کا بدن چھل گیا۔ تو ہم آپ ﷺ کی عیادت کے لیے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔"

مسلمانوں کے لیے نبی کریم ﷺ نے عملی طور پر یہ کر کے دکھایا کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف ہو یا بیماری ہو، تو شرعی عذر کی بنا پر قیام والے رکن کو چھوڑ کر بیٹھ کر اپنی نماز ادا کرے، جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے

"عن ابن بريدة، قال: حدثني عمران بن حصين - وكان مبسورا - قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة الرجل قاعدا، فقال:إن صلى قائما فهو أفضل ومن صلى قاعدا، فله نصف أجر القائم، ومن صلى نائما، فله نصف أجر القاعد۔"[23]

"ابن بریدہ نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، وہ بواسیر کے مریض تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل یہی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے کیونکہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹے لیٹے پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔"

لیٹ کر نماز پڑھنا

دین اسلام میں امت مسلمہ کے لیے آسانی ہے، تنگی نہیں۔ مسلمان کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا حکم ہے لیکن ایسا مسلمان جو کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکے۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام میں عذر شرعی کی وجہ سے نماز کی ادائیگی میں آسانی دی گئی ہے، البتہ عذر شرعی جتنا شدید ہو تا جائے گا نماز کی ادائیگی میں اسی طرح کی نرمی ہوتی جائے گی، مگر نماز ضرور پڑھنی ہے۔ اس حوالے سے کوئی معافی نہیں، جیسا کہ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے

" عن عمران بن حصين، قال: كان بي الناصور، فسألت النبي ﷺ عن الصلاة فقال: "صل قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، "[24]

" حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے بواسیر کا عارضہ تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز کیوں کر پڑھوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، اگر یہ بھی نہ ہو تو کروٹ سے لیٹ کر۔"

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی تصدیق ہوئی کہ جب تک مسلمان زندہ ہو اور ہوش و حواس میں ہو نماز کی ادائیگی ہر صورت میں اس پر فرض ہے۔ کسی طرح بھی نماز سے معافی کی صورت نہیں، یعنی کیسی ہی بیماری یا مجبوری کیوں نہ ہو نماز معاف نہیں ہے۔

سواری پر بیٹھ کر نفل نماز کی ادائیگی

جامع الصحیح للبخاری میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری، یعنی اونٹنی پر بیٹھ کر نفل نماز ادا فرمائی، جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے

"عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺكان يسبح على ظهر راحلته حيث كان وجهه يومئ برأسه وكان ابن عمر يفعله۔"[25]

"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار نفل پڑھا کرتے تھے، (چاہے) جس طرف بھی نبی کریم ﷺ کا رخ انور ہوتا۔ نبی کریم ﷺ سر سے اشارہ کرتے رکوع اور سجدے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔"

حائضہ عورت کی قضاء نماز کا حکم

جس عورت کے حیض کے دن ہوں، تو ان ایام میں اس پر نہ نماز ادا لازم ہے اور نہ ہی قضا، جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

"عن معاذة، أن امرأة قالت لعائشة: أتجزي إحدانا صلاتها إذا طهرت؟ فقالت: أحرورية أنت؟ كنا نحيض مع النبي صلى الله عليه وسلم فلا يأمرنا به أوقالت: فلا نفعله۔"[26]

"معاذہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب کوئی عورت ہم میں حیض سے پاک ہو تو نماز کی قضا پڑھے؟ انہوں نے کہا کیا تو حروریہ یعنی خارجی ہے؟ ہم کو تو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حیض آتا پھر نبی کریم ﷺ ہم کو نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔ یا معاذ سے یوں کہا ہم قضا نہیں پڑھتی تھیں۔"

مریض اور مسافر کے لیے روزہ کے احکام

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزے فرض کیے اور اس کا حکم قرآن کریم میں نازل کردہ آیات میں دیا۔ مسلمانوں پر ایک سال میں ایک ماہ کے روزے فرض کیے۔ عذر شرعی کی بناء پر رمضان کے روزے رکھنے میں مسافر اور بیمار کو آسانی دے دی، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ۔أَيَّامٗا مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٖ فَعِدَّةٞ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدۡيَةٞ طَعَامُ مِسۡكِينٖۖ ۔"[27]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ روزے گنتی کے چند دن ہیں پھر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں پھر نہ رکھیں تو ان کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔"

روزہ کے شرعی معنی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری کرنے سے رک جانا، صرف اللہ کی رضا کے لیے۔ یہ عبادت نفس کی طہارت اور تزکیہ کے لیے بہت اہم ہے۔ اس روزہ کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ میں بیمار اور مسافر کو رخصت دے دی ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی

حالت میں رمضان المبارک کے جتنے روزے نہ رکھ سکے وہ بعد میں رکھ لے اور ساتھ یہ بھی وضاحت فرمادی کہ جو روزہ نہ رکھ سکے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ اسی طرح حاملہ عورتیں اور وہ عورتیں جو بچوں کو دودھ پلاتی ہوں مریض کے حکم میں آئیں گی۔ وہ بھی روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ بعد میں قضا کرلیں۔[28]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن ساتھ ہی مریض اور مسافر لوگوں کے لیے آسانی فرمادی کہ وہ باقی دنوں میں گنتی پوری کریں۔ یعنی جو روزے سفر یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکیں جب سفر سے آجائیں یا بیماری سے صحت مند ہوجائیں تو اپنے روزے پورے کریں۔

شادی کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا حکم

اسلام نے بالغ مرد کو نکاح کے بغیر کسی بھی طرح عورت سے ملنے یا ناجائز تعلقات قائم کرنے سے نہ صرف منع کیا، بلکہ حرام قرار دیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لیے نکاح لازمی قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی، جو بالغ ہوں لیکن صاحب استطاعت نہیں، یعنی جو نکاح کے بعد بیوی اور گھر کے خرچ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ایسے مسلمان مردوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا، کیونکہ روزہ انسان کو جنسی گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے، جیسا کہ اس حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے

"عن عبد الله، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ، ونحن شباب لا نقدر على شيء، قال: يا معشر الشباب، عليكم بالباءة، فإنه أغض للبصر، وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء۔"[29]

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں ہم جوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے مگر ہم کو کچھ مقدور نہ تھا جو شادی کر سکتے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جوانو! جو کوئی تم میں سے عورت کا دور رکھتا ہو (صحبت اور خانہ داری خرچ وغیرہ کا) وہ نکاح کرلے نکاح سے نگاہ خوب نیچی اور شرمگاہ بچی رہے گی اور جو شخص یہ مقدور نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھا کرے، کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔"

مراد یہ ہے کہ ایسے نوجوان جو نکاح کرنے اور نکاح کے بعد اپنی بیویوں اور گھر کا خرچ نہیں اٹھا سکتے۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ گناہ سے دور رہنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھیں۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق روزہ رکھنے سے انسان کی نفسانی خواہشات کم ہوجاتی ہیں۔ اس لیے اسے چاہیے کہ نکاح نہ کر سکنے کی صورت میں وہ روزے رکھے۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے طواف کا حکم

تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر جو صاحب حیثیت ہوں زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ اب عورتیں بھی بیت اللہ کا حج کرنے جاتی ہیں اگر حج کے ایام میں کسی عورت کو حیض آجائے تو وہ حج کے باقی تمام مناسک

ادا کرے، لیکن بیت اللہ کا طواف فی الحال چھوڑ کر عذر شرعی کی بناء پر بعد میں صرف طواف کرلے ، جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں واضح کیا گیا ہے

"عن عائشة، قالت: خرجنا مع النبي ﷺ لا نذكر إلا الحج، فلما جئنا سرف طمثت، فدخل علي النبي صلى الله عليه وسلم وأنا أبكي، فقال: «ما يبكيك؟» قلت: لوددت والله أني لم أحج العام، قال: «لعلك نفست؟» قلت: نعم، قال: «فإن ذلك شيء كتبه الله على بنات آدم، فافعلي ما يفعل الحاج، غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري»۔"[30]

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے حج ہی کا ذکر کرتے تھے یعنی (حج ہی کے ارادے سے نکلے)۔ جب سرف میں پہنچے تو مجھ کو حیض آ گیا۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا مجھے یہ آرزو ہے کاش اس سال حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شاید تجھ کو نفاس آ گیا میں نے کہا جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تو یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ کریم نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔ اب تو حاجیوں کے سب کام کرتی رہ فقط بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک پاک نہ ہو جائے۔"

اس حدیث نبوی ﷺ میں نبی کریم ﷺ نے نفاس کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حج کے باقی تمام مناسک کرنے کی اجازت دے دی کہ جس طرح باقی حاجی حج کے مناسک ادا کریں آپ بھی کرتی رہیں۔ بس بیت اللہ کا طواف نفاس کی حالت میں نہیں کرنا کیونکہ یہ ایک شرعی عذر ہے اور عذر شرعی کی وجہ سے دین اسلام کی تعلیمات میں ہر مسلمان مرد عورت کے لیے نرمی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اضطراری حالت میں زندہ رہنے کے لیے لقمہ حرام کھانے کی اجازت

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے حلال اور حرام کے قواعد وضوابط کھول کر بیان فرما دیئے۔ اب ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں رہ کر حلال و حرام میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ وہ حلال کھائیں اور حرام سے دور رہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

" إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔ "[31]

"اللہ نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیزیں حرام کی ہیں جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے"

اس آیت کریمہ کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کا ذکر فرمایا جو مسلمانوں کے لیے حرام کر دی گئی ہیں۔ ان کو کلمہ حصر (انما) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف یہ چار چیزیں ہی حرام ہیں جبکہ ان کے علاوہ اور بھی چیزیں حرام کی گئی ہیں۔ یہ صرف مشرکین کے اس فعل کے ضمن میں آیا ہے کہ وہ اکثر حلال چیزوں کو بھی حرام کر لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی ہے کہ یہ چار چیزیں حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے آخری حصے میں عذر شرعی کی وجہ سے نہایت مجبوری میں جب زندگی و موت کا مسئلہ ہو، تو حرام کھانے کی اجازت دی لیکن ساتھ یہ لازم قرار دے دیا کہ مجبور انسان سرکشی کرنے والا اور نافرمانی میں حد سے گزرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس کو اجازت ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"[32]

" اللہ نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیز حرام کی ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ پھر جو شخص مجبور ہو جائے جبکہ وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گذرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"

اسی طرح فقہ کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ۔[33] "یعنی حالت اضطرار حرام چیزوں کو مباح کر دیتی ہے ۔

بیماری کی وجہ سے ریشمی کپڑے کا استعمال

احادیث نبویہ ﷺ میں بتایا گیا ہے کہ مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت نہیں۔ مرد حضرات کے لیے ریشمی کپڑا حرام قرار دیا گیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع الصحیح میں ایسی احادیث نبوی ﷺ بھی لکھی ہیں جن میں عذر شرعی کی وجہ سے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے اور استعمال کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے

"عن أنس رضى الله عنه، «أن النبي صلى الله عليه وسلم رخص لعبد الرحمن، والزبير في قمص حرير كانت بهما يعني لحكة ۔ "[34]

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبد الرحمن اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔"

اسقاط حمل اور عذر شرعی

حمل کے کسی بھی مرحلہ میں اسقاط حمل جائز نہیں ہے، البتہ کسی شرعی عذر کی بنا پر انتہائی سنگین اور دشواری کی حالت میں اس کی اجازت ہے۔ اگر حمل کا ابھی پہلا مرحلہ یعنی ابتدائی 40 دن کی مدت میں ہو تو شرعی مصلحت یا بڑے نقصان سے بچنے کے لیے حمل ساقط کرانا جائز ہے، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں

"و يكره أن تسعى لإسقاط حملها، وجاز لعذر حيث لايتصور۔"[35]

"اور مکروہ ہے حمل کو ساقط کرنے کی کوشش کرنا اور جائز ہے کسی عذر کی وجہ سے بشرطیکہ حمل کی صورت نہ بنی ہو۔"

اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں

"(قوله: ويكره الخ) أي مطلقًا قبل التصور و بعد على ما اختاره في الخانية كما قد مناه قبيل الا ستبراء، وقال: إلا أنّها لاتأثم إثم القتل. (قوله: وجاز لعذر) كالمرضعة إذا ظهربه الحبل وانقطع لبنها وليس لأب الصبي ما يستأجر به الظئر وخاف هلاك الولد، قالوا: يباح لها أن تعالج في استنزال الدم مادام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو، وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يوماً، وجاز؛ لأنّه ليس بآدمي، وفيه صيانة الآدمي، خانية۔"[36]

شرعی مصلحت کی بناء پر غیبت کا حکم

اس میں شبہ نہیں کہ شریعت میں غیبت، چغل خوری اور مسلمانوں کے عیوب کا اظہار بد ترین گناہ ہے، جب کہ راز پوشی مطلوب و پسندیدہ ہے۔ اصل میں یہ احکامات حق کے تابع ہیں۔ اگر کسی درست شرعی مصلحت کے تحت غیبت اور افشائے راز کی حاجت پڑ جائے تو پھر یہ عمل کبھی جائز اور کبھی وجہ مصلحت واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

"قال العلماءالغيبة فى كل عرض صحيح شرعاًحيث يتعين طريقاًالىٰ الوصول اليه بها كالتظلم ولا تسعانه ۔۔۔باالفسق او الظلم او البدعة۔"[37]

"علماء نے کہا ہے کہ ہر ایسے مقصد کیلئے غیبت جائز ہے جو شرعاً درست ہو اور اس کے سوا اس مقصد کے حصول کا اور کوئی راستہ نہ ہو۔ جیسے ظلم کی مدافعت، اصلاح منکرات میں مدد حاصل کرنا، فتویٰ دریافت کرنا، قاضی کے ہاں مقدمہ لے جانا، دوسروں کو کسی کے شر سے بچانا، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا، دوسرون کو کسی کے شر سے بچانا، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ راویوں اور گواہوں پر جرح کی جائے، ذمہ داروں کو ان ماتحتوں کے حالات سے باخبر کیا جائے، نکاح یا کسی اور معاملہ سے متعلق مشورہ خواہ کو مشورہ دیا جائے، کسی طالب علم کو بدعتی یا فاسق شخص کے پاس آمد و رفت کرتے دیکھا جائے اور اس کے اس سے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو آگاہ کر دیا جائے، نیز جو لوگ اعلانیہ ظلم و فسق یا بدعت میں مبتلا ہوں انکی غیبت کرنا بھی جائز ہے۔"

یہ شرعی نقطہ نظر سے وہ غیبت نہیں کہلائے گی جس کے بارے میں وعیدات آئی ہیں۔

علاج بذریعہ شراب و بول و براز

اگرچہ اسلام میں شراب بنانا، بیچنا، پینا اور پلانا حرام ہے، البتہ عذر شرعی کی بنا پر اگر کسی مریض کے لیئے بطور ماہر معالجشراب کا استعمال لکھ دے یا پیشاب سے علاج کا کہے تو مریض کا علاج شراب یا پیشاب سے کرنے کی بقدر ضرورت اجازت ہے۔ اس حوالے سے علامہ زیلعی لکھتے ہیں

"وفى النهايةيجوزالتداوى بالمحرم كالخمرواليولاذا اخبره طيب مسلم ان فيه شفاء ولم يجد غيره من المباح ما يقوم مقامه ترتفعع للضرورة فلم يكن متداويابالحرم"[38]

"نہایہ میں ہے حرام اشیاء جیسے شراب اور پیشاب سے علاج جائز ہے، بشرطیکہ کسی مسلمان طبیب نے اس میں شفاء کی خبر دی ہو اور اس کا کوئی جائز متبادل موجود نہ ہو، کیونکہ ضرورت کے وقت حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ حرام سے علاج کا مرتکب ہی نہیں ہوا۔"

کھڑے ہو کر قضائے حاجت کا حکم

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔ لیکن عذر شرعی کی بنا پر صحیح بخاری میں امام بخاری نے ایسی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمائی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو عذر شرعی کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:

"عن حذيفة، قال أتى النبي ﷺ سباطة قوم فبال قائما، ثم دعا بماء فجئته بماء فتوضأ۔"[39]

"حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کی کوڑی پر تشریف لائے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر پانی منگایا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لے کر آیا تو آپؐ نے وضو فرمایا۔"

دین اسلام میں انسانی زندگی کو آسان بنانے کیلئے تمام فرائض نماز، روزہ، حج، زکواۃ وغیرہ میں نرمی اور رعایت کا پہلو رکھا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کاموں میں نرمی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ عذر شرعی کی وجہ سے احکام میں رعایت دی گئی ہے۔ الغرض شریعت کے کلی احکامات خواہ وہ عبادات، معاملات، معاشرت یا معیشت سے متعلق ہوں جب بھی کوئی شخص اس حکم کی تکمیل میں مشقت میں مبتلا ہو رہا ہو تو فقہائے اسلام نے اس کا آسان متبادل حل پیش کیا ہے ۔

حالت احرام میں شکار کا حکم

حالت احرام میں شکار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے اگر کوئی شخص جان بوجھ کر حالت احرام میں شکار کر لیتا ہے تو اس پر کفارہ لازم آتا ہے۔ ادائیگی کفارہ میں بھی اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے ساتھ کس قدر تیسیر اور آسانی کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اس کا اندازہ اس آیت مبارکہ سے ہوتا ہے

"يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَام"[40]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ مارو، اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر ایسا کر گزرے تو جو جانور اس نے مارا ہو اسی کے ہم پلہ ایک جانوری سے مویشیوں میں سے نذر دینا

ہو گا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل ادمی کریں گے،اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا،یا نہیں تو اس کے گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا،یا اس کے بقدر روزے رکھنے ہوں گے،تاکہ وہ اپنے کیے کا مزہ چکھے۔پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا،لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ بدلہ لے گا،اللہ سب پر غالب ہے اور بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔"

تنگ دست مقروض کو مہلت یا قرض کو معاف کر دینے کا حکم

لین دین میں عذر شرعی پیش آنے کی صورت میں یعنی مقروض کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے وسائل موجود نہ ہوں تو اس صورتحال میں شریعت مطہرہ نے اسے سہولت مہیا کی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ۔"[41]

"اور اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اسے سہولت دی جائے یہاں تک کہ اس کی حالت بہتر ہو جائے، اور اگر تم سمجھو تو معاف کر دینا تمہارے لیے بہتر ہے۔) سورۃ البقرہ، آیت:280

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر مقروض مالی مشکلات کا شکار ہو تو اسے مہلت دینی چاہیے، بلکہ اگر ممکن ہو تو اس کا قرض معاف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی معاملات اور لین دین میں تخفیف کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم" مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظَلَّهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ"[42]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو قیامت کے دن اللہ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جب کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔

اسی طرح امام مسلمؒ نے اس حدیث میں تنگ دست کے قرض کی تخفیف کے حوالے سے تحریر کیا ہے

من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا، نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة. ومن يسر على معسر، يسر الله عليه في الدنيا والآخرة [43]

"جو شخص کسی مسلمان کے قرض میں تخفیف کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے گناہوں میں تخفیف فرمائے گا۔"

عموم بلوی

اس سے مراد ایسی ناپسندیدہ حالت جو اتنی عام ہو جائے اور اس قدر پھیل جائے کہ اس سے بچنا محال ہو جائے، یعنی ایسے مسائل جن سے عمومی طور پر ہر کسی کو واسطہ پڑتا ہو، لیکن اس سے احتراز مشکل ہو۔ عموم بلوی کے نتیجہ میں بعض احکام میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اس کا عام اصول یہ ہے کہ جن معاملات میں نص قطعی موجود نہ ہو، وہاں مکروہات میں تخفیف کی جاسکتی ہے، جیسا کہ علامہ زیلعی لکھتے ہیں کہ

ووجه التخفيف عموم البلوى والضرورة وهي توجب التخفيف فيما لا نص فيه[44]

"اور سہولت کی وجہ لوگوں کا ضرورت مند اور مبتلا ہونا ہے اور یہ سہولت ان مسائل میں ثابت ہو گی جن مسائل کے بارے میں نص موجود نہ ہو۔"

ان شرعی عذر کی بنیاد پر لوگ عبادات سے رہ سکتے تھے لہذا شریعت مطہرہ نے آسانی پیدا کر دی، جیسا کہ کپڑوں یا بدن پر معمولی نجاست لگ جائے تو اس کی معافی ہے۔ کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ کپڑوں یا جسم پر معمولی نجاست لگ جانے کے بعد نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح بیت الخلا میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ نہ ہو۔ مزید علاج معالجہ کے دوران ڈاکٹر اور نرس کا مریض یا مریضہ کو چھونا وغیرہ۔ اب اس طرح کے معاملات میں شریعت نے آسانی اور سہولت پیدا کر کے اپنے بندوں کو مشکل سے بچا لیا۔

خلاصۃ البحث

اس مضمون میں فقہی اصطلاح "عذر شرعی" سے متعلق مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہوہ کیفیت یا حالت ہے جس کی بنا پر کسی شخص کو شریعت مطہرہ کی طرف سے عبادات یا دینی امور میں معاف یا آسانی دی جاتی ہے۔ یہ آسانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مہیا کردہ ہے، جس میں افراد کو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں خاص حالات میں نرمی کی گنجائش ملتی ہے، مثلاً بیماری، سفر یا کسی اور مجبوری کی حالت میں انسان کو بعض عبادات سے چھوٹ دی جاتی ہے عذر شرعی سے متعلق بہت سے امور ، جیسا کہوضو ، نماز، روزہ، حج،، جہاد، مرض اور تنگ دست نے اگر قرض دینا ہو تو اسے قرض کی ادائیگی کے حوالے سے مہلت یا اس کے قرض کی معافی سے متعلق وضاحت کی گئی ہے، جنہیں مخصوص حالات میں معاف کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، مختلف عذر شرعی کے اصولوں پر بھی بات کی گئی ہے تاکہ اس بات کو سمجھا جا سکے کہ یہ اصول فرد کے حالات اور ضرورتوں کے مطابق کیسے لاگو ہوتے ہیں۔

اس مضمون کے تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو شارع نے تنگی والے معاملات میں آسانی دی ہے تاکہ وہ جان سکیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں اور ان پر رحمت فرماتے ہوئے ان کو عبادات، معاشرت اور معاملات میں آسانیاں فراہم کرتے ہیں۔ رب العالمین کی طرف سے مہیا کردہ یہ تخفیف اور معافیاں انسانی زندگی میں کس طرح مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ تحقیق اس باتپر مبنی ہے کہ عذر شرعی اسلامی معاشرت میں کس قدر اہم کردار ادا کرتا ہے اور یہ فرد اور معاشرے کے درمیان توازن قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

نتائج مقالہ

اس مضمون سے بطور نتیجہ کے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

- عذر شرعی کی بناء پر بیماری، سفر اور مجبوری کی حالت میں عبادات میں کمی یا بعد میں ادائیگی کے اصولوں کو اسلامی فقہ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور یہ انسانی زندگی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔
- معاشرے میں عذر شرعی کی اہمیت سے لوگوں کو آگاہ کرنا ،تاکہ مخصوص حالات میں عامۃ الناس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہیا کردہ آسانی اور رخصت سے مستفید ہو سکیں۔
- عذر شرعی کو موجودہ دور کے جدید مسائل یا غیر متوقع حالات میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالے سے مناسب تشریحات کے ساتھ لوگوں کے سامنے لانا، تاکہ وہ اپنی زندگی میں شریعت میں بیان کردہ رخصت سے فائدہ اٹھا سکیں۔
- عذر شرعی کی بنا پر صرف عبادات میں آسانی نہیں دی گئی ، بلکہ معاملات اور لین دین میں بھی آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ، جیسا کہ مقروض کو قرض میں مہلت یا قرض معاف کرنے کی سفارش نص میں موجود ہے۔
- عموم بلوی کے تحت وہ مسائل جن سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے ، لیکن متبادل حل موجود نہ ہونے کی صورت میں اسی مہیا کردہ سہولت سے ہی مستفید ہو اجائے ،الا یہ کہ اس کا متبادل مل جائے۔

حوالہ جات

1 القرآن،185:2

2 القرآن،28:4

3 عثمانی، ثناءاللہ، قاضی، تفسیر مظہری(لاہور: علی اعجاز پرنٹرز، س۔ن)ج3، ص29

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ ، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابٌ: الدِّينُ يُسْرٌ ، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) رقم الحدیث:39

5 علاء الدین، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،(بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1401ھ) فصل الثانی، فی احکام التوبۃ، رقم الحدیث:10307

6 المسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کتاب العلم، باب ھلک المتنطعون،(بیروت: دار إحياء التراث العربي،1334ھ) رقم الحدیث:2670

7 القرآن،103:4

8 المسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، رقم الحدیث:315

9 القرآن،6:5

10 ایضاً

11 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التیمم، اب: إِذَا لَمْ یَجِدْ مَاءً وَلاَ تُرَابًا، رقم الحدیث:336

12 القرآن،43:4

13 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التیمم، باب: إِذَا لَمْ یَجِدْ مَاءً وَلاَ تُرَابًا، رقم الحدیث:336

14 القران،4: 101

15 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکسوف، باب تقصیر الصلاۃ ، رقم الحدیث:1080

16 ایضاً، کتاب الکسوف، باب تقصیر الصلاۃ، رقم الحدیث:1081

17 السجستانی ، سلیمان بن اشعث ، سنن أبي داود ، باب متی یقصر المسافر ، بیروت ، دار الرسالۃ العالمیۃ ، 1430ھ ، رقم الحدیث:1202

18 القران،4: 102

19 المسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَابُ الصَّلَاةِ فِي الرِّحَالِ فِي الْمَطَرِ،(بیروت: دار إحياء التراث العربي،1334ھ) رقم الحدیث:699

20 القران،4 : 102

21 مبارکپوری، صفی الرحمان، مولانا، تفسیر احسن البیان، ص:158

22 المسلم، صحیح مسلم، کِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ ائْتِمَامِ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ، رقم الحدیث:411

23 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الْكُسُوف، باب صَلَاةِ الْقَاعِدِ بِالْإِيمَاءِ،(دمشق :دار ابن کثیر،1414ھ) رقم الحدیث1064

24 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ کتاب إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ(بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، 1430ھ)، رقم الحدیث:1223

25 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکسوف، أَبْوَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ باب الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. رقم الحدیث:1054

26 البخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْحَيْضِ، باب لاَ تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلاَةَ، رقم الحدیث:315

27 القرآن،2: 184-183

28 یوسف، صلاح الدین، حافظ، تفسیر احسن البیان، ص:49

29 النسائی ، احمد بن شعیب, سنن نسائی ، کِتَابُ الصِّيَامِ ،ذکر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم،(حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ،1406ھ) رقم الحدیث:2239

30 ایضاً، رقم الحدیث:305

31 القرآن،2: 173

32 القرآن،2: 173
33 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفہ النعمان، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ) ص 73
34 النسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، رقم الحدیث: 5311
35 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، شامی، ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب احیاء الموات (بیروت: دار لفکر، 1412ھ) ج5، ص379
36 ایضاً
37 العسقلانی، احمد بن علیابن حجر، فتح الباری، (قاہرہ: دار الریان للتراث، س۔ن۔) ج:10، ص:372
38 زیلعی، فخر الدین، ابو محمد عثمان، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب التداوی بالمحرم، (بیروت: دار الکتاب الإسلامي، س۔ن)، ج2، ص33
39 البخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 224
40 القرآن، 5:95
41 القرآن، 2:280
42 ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ وَالرِّفْقِ بِهِ، أَبْوَابُ الْبُيُوعِ، (مصر: مکتبہ مصطفی البابی، س۔ن)، رقم الحدیث: 1306
43 المسلم، صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، رقم الحدیث: 2699
44 زیلعی، فخر الدین، ابو محمد عثمان، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الطہارات، کتاب الطھارت، باب الأنجاس، (بیروت: دار الکتاب الإسلامي، س۔ن)، ج:1، ص:75